ماڈیول نمبر1 — سبق نمبر10: سرسید احمد خاں: امید کی خوشی

سبق نمبر	سبق کا نام	زبان کی مہارتیں				سرگرمیاں / عملی کام
		سننا/بولنا	پڑھنا	لکھنا	اصناف / قواعد / اسلوب	
10	سرسید احمد خاں	• نئے الفاظ اور محاروں کو اپنے گفتگو میں استعمال	نثر (مضمون)	سوالات کے جوابات	مضمون سادہ	سرسید کے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کا مطالعہ

سبق کا خلاصہ

اس سبق کا نام ''امید کی خوشی'' ہے۔ یہ سرسید احمد خاں کا بہت مشہور مضمون ہے۔ یہ سبق ''امید کی خوشی'' مضمون نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اردو کے غیر افسانوی ادب میں مضمون نگاری کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ سرسید نے آسان اور عام فہم زبان میں مضمون نگاری کا آغاز کیا۔ اس مضمون میں سرسید نے امید اور ناامیدی کی نفسیات سے بحث کی ہے۔ امید کو آسمانوں کی روشنی اور ناامیدی کو تاریکی بتاتے ہوئے سرسید احمد خاں اپنے اس مضمون میں کہتے ہیں کہ امید کے سہارے ہی ہر ایک کو اپنی محنت کا پھل ملتا ہے، امید ہی ہر درد کی دوا ہے اور امید ہی ہر غم کو دور کرتی ہے۔

سرسید نے اس سبق میں قوم کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہمیں امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ مہد سے لحد تک یعنی ماں کی گود سے لے کر قبر تک جو چیز ہمیں ہر لمحے زندگی کو بھرپور طریقے سے جینے کی امنگ عطا کرتی ہے وہ امید ہے۔ مصنف نے ایک لوری کے سہارے نادان بچے سے وابستہ ماں باپ کی تمام امیدوں کا ذکر کیا ہے۔ اس میں سرسید نے ماں باپ کی موجودہ اور مرنے کے بعد کی زندگی اور بچے کی زندگی کے تینوں ادوار کو امید کے رسے سے باندھا ہے۔ اس سبق میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ انسان تمام عمر امید ہی کے بل بوتے پر زندگی کی مشکلات کا سامنا کرتا ہے اور اچھی زندگی گزارنے کے لئے کڑی محنت کرتا ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف

سید احمد خاں ہمارے ملک کے بہت بڑے مصلح تھے۔ انھیں ''سر'' کا خطاب عطا ہوا تھا۔ سید احمد خاں 17 اکتوبر 1817 کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباواجداد مغل دربار میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ ان کے دادا کو مغل دربار سے ''جوادالدولہ'' کا خطاب ملا تھا۔ مغل بادشاہ اکبر شاہ ثانی نے ان کے والد میر متقی کو عہدۂ وزارت کی پیشکش کی مگر اپنی قناعت پسندی کی وجہ سے انھوں نے انکار کر دیا۔

سرسید احمد خاں اور ان کے خاندان کی تفصیلات کچھ یوں ہیں:

نام۔سید احمد، خطاب۔سر، اعزاز۔سی ایس آئی اور کے سی ایس آئی، والد۔ میر متقی، والدہ۔عزیز النساء، دادا۔ سید ھادی، پردادا۔سید عماد، چھردادا۔سید برہان، مورث اعلیٰ۔سید محمد دوست۔

سید محمد دوست اورنگ زیب عالم گیر کے ہمراہ دکن کی مہم میں شریک ہوئے تھے۔بعد میں وہ دکن میں ہی بس گئے۔ان کے لڑکے سید برہان نے دکن سے دہلی آکر سکونت اختیار کرلی۔ان کے فرزند تھے سید عماد، اور ان کے دو بیٹے تھے۔سید ہادی اور سید مہدی۔سید ہادی کو خطاب جوادعلی خاں اور منصب ہزاری دیا گیا۔ جب شاہ عالم بادشاہ ہوا تو خطاب جوادالدولہ دیا گیا اور عہدہ قضائے لشکر عنایت ہوا۔سید ہادی کے مرنے کے بعد ان کے دوست خواجہ فرید نے اپنی بیٹی کی شادی ان کے بیٹے میر متقی سے کردی۔میر متقی شادی کے بعد خواجہ فرید کے ہی گھر میں رہنے لگے

سید احمد خاں کی والدہ عزیز النساء بیگم کی شخصیت کافی متاثر کن تھی۔ان کی پرورش اور تربیت نے سرسید احمد خان کی زندگی اور اندازفکر پر گہرا اثر ڈالا۔ایک مرتبہ سید احمد خاں نے کسی ملازم کو تھپڑ ماردیا۔اس بات سے ناراض ہوکر ان کی والدہ نے فوراً ان کو گھر سے باہر کردیا۔اور تین دن کے بعد اس شرط پر واپسی کی اجازت دی کہ ملازم سے معافی مانگیں۔

سید احمد کو بچپن سے ہی کتابوں کے مطالعے کا بھی شوق تھا۔اور دہلی کے امراء و رؤسا کی محفل میں بھی جا کر بیٹھتے تھے۔دہلی کے اس وقت کے مشہور شاعر غالبؔ، صہبائیؔ، آزردہؔ، وغیرہ سے ملنے جاتے تھے اور ان کی علمی مجلسوں میں بھی شامل ہوتے تھے۔اس وقت ادبی ذوق و شوق رکھنا امیرانہ شان کی پہچان تھی۔

ایک انگریز افسر مسٹر ہملٹن نے سید احمد کو نائب منشی بنادیا۔سید احمد کو غالب کی دیکھا دیکھی جب لکھنے کا شوق ہوا تو ایک کتاب فارسی میں جام جم کے نام سے 1840 میں مرتب کردی۔ پھر دھیرے دھیرے مطالعے کا اور شوق بڑھا تو تین مذہبی رسائل تصنیف کیے اور پھر دہلی کی عمارتوں پر تحقیق کرنا شروع کی اور نتیجہ آثارالصنادید کی شکل میں سامنے آیا۔آثارالصنادید 1847 میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ان کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ یہ کتاب انھوں نے دہلی میں منصفی کے زمانے میں لکھی تھی۔ یہ کام انھوں نے جس محنت اور جانفشانی سے کیا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قطب مینار کے اکثر کتبے پڑھنے کے لیے انھوں نے باڑھ تک بندھوائے۔ اس کتاب کا ترجمہ مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے ذریعہ کروایا اور سید احمد کو سوسائٹی کا آنریری فیلو مقرر کیا گیا۔1861 تک اس کتاب کا فرانسیسی میں بھی ترجمہ ہوچکا تھا۔

سرسید احمد ولایت گئے جہاں انھوں نے ولیم میور کی کتاب 'لائف آف محمدؐ' کا جواب بھی لکھا۔ پیرس، لندن، اسکندریہ وغیرہ ممالک کا دورہ کرنے کے بعد وہ وطن واپس آئے۔وہاں سے وہ مسلمانوں کی ناخواندگی، ناکامی اور پستی کا حال معلوم کرکے لوٹے تھے۔ ہندوستان واپس آنے پر مسلمانوں نے کافی مخالفت کی اور کرسٹان (کرسچن) کا خطاب دے ڈالا۔کئی علماء نے تو کفر کا فتویٰ بھی صادر کردیا لیکن سید احمد کو صرف اور صرف قوم کی فکر تھی۔انھوں نے کسی بات کی پرواہ نہیں کی اور اپنے کام میں لگے رہے۔

سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد تو انھوں نے ولایت جانے سے

پہلے ہی رکھ دی تھی اور اخبار سائنٹفک سوسائٹی بھی شائع ہونا شروع ہو چکا تھا۔ کئی انگریزی کتابوں کے تراجم پر بھی کام ہو رہا تھا۔ لندن سے واپس آنے کے بعد انھوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رسالہ تہذیب الاخلاق کی شروعات کی۔ اس رسالے میں مسلمانوں کی تعلیم و ترقی، مذہب، سماجی مسائل کے موضوعات پر مضامین شائع کرنے شروع کیے۔ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔ بہت کچھ لکھ کر، نئی راہیں دکھا کر، ادارہ سازی کر کے اکیاسی برس کی عمر میں 28 مارچ 1898 کو سرسید احمد خاں اس دنیا سے رخصت ہوئے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مسجد کے بیرونی حصے میں دفن ہوئے۔

خاص باتیں

- ''امید کی خوشی'' میں سرسید نے مختلف مثالوں کے ذریعے امید کی اہمیت و افادیت بیان کی ہے۔
- سرسید کا یہ مضمون ان کی صاف، سادہ اور سنجیدہ تحریر کا بہترین نمونہ ہے۔
- ''دیکھو وہ بے گناہ قیدی اندھیرے کوئیں میں سات تہہ خانوں میں بند ہیں'' یہ ایک تلمیح ہے۔ بے گناہ قیدی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔
- اس سبق میں ''بہادروں کی قوت بازو'' اور ''بہادری کی ماں'' امید کو کہا گیا ہے۔

- اس مضمون کے پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہماری زندگی میں امید کا بڑا اہم رول ہے۔

سمجھنے کی باتیں

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ سرسید سے قبل اردو میں عربی اور فارسی الفاظ کی زیادتی کی وجہ سے اردو زبان بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گئی تھی۔ سرسید کے رسالے ''تہذیب الاخلاق'' کے ذریعے اردو میں ایک نئی طرح کی علمی نثر کا رواج شروع ہوا۔ جو تصنع، بناوٹ اور مشکل پسندی سے پاک تھا۔ سرسید اپنی بات سادگی، صفائی اور بے تکلفی سے کہتے تھے۔ ان کا مقصد تھا کہ قوم کی بھلائی کے لئے جو پیغام پہنچانا ہے وہ سادہ اور آسان زبان میں بیان کر دیا جائے۔

غور کرنے کی باتیں

- غور کرنے کی بات ہے کہ سرسید کا یہ مضمون زبان کی سادگی اور صفائی کے لئے یاد کیا جاتا ہے۔
- سرسید کا ذہن ایک عمل پسند کا ذہن تھا۔ انھیں ادبی حسن اور ادبی جمالیات کے بجائے ٹھوس حقائق اور سادہ طرز اظہار عزیز تھا۔
- ماں باپ اپنی تمام تر خواہشات نادان بچے سے وابستہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ ان کی تمام امیدوں کا مرکز ہوتا ہے۔

اپنی جانچ آپ کیجیے

متن پر مبنی سوالات

1۔ صحیح جواب پر صحیح کا نشان لگایئے۔

- وہ کون سی طاقت ہے جو انسان سے مشکل ترین کام انجام دلواتی ہے؟

(ا) عقل مندی

(اا) دور اندیشی

(ااا) امید

2۔ مختصر ترین جواب والا سوال

- اس سبق میں سر سید نے کس چیز کی اہمیت وافادیت پر زور دیا ہے؟

3۔ مختصر جواب والا سوال

- سر سید نے مضمون نگاری کے علاوہ اور کیا کارنامے انجام دیے؟

4۔ طویل جواب والا سوال

- سر سید احمد خاں کے اسلوب بیان پر روشنی ڈالیئے۔